غزلیاتِ ناسخؔ میں امام الانبیاؐ سے مُتصل تلمیحات کا اجمالی جائزہ

A brief review of the allusions related to Imam al-Anbiya (peace be upon him) in Ghazliat-e-Nasakh

DOI: 10.5281/zenodo.10444320

***Uzma Noreen**
****Mohsin Khalid Mohsin**

ABSTRACT

This paper covers a brief review of the allusions attributed to the events and stories related to the biography and personality of the Holy Prophet in the ghazals of Sheikh Imam Bakhsh Naskh. In this article, the poetic expression of devotion and devotion to the Holy Prophet (PBUH) have been explained in the context of the art of allusion, the purpose of which is to describe the biography and personality of the claimant of the completion of the religion of Islam in the background of the art of talmeeh. Expressions of devotion are to be brought forward. This paper is a poetic expression of a Muslim's devotion to the Prophets and his love and affection for the Prophet (PBUH), which aims to justify the importance of the art of hinting in the genre of ghazal and the poetic statement of the religious and personal context.

Key words:classical ghazal, art of allusion, Muhammad (PBUH) the last prophet(PBUH), God Messenger, religion of Islam, prophethood, Finality of Prophethood,Quran,Arab*

خلاصہ: یہ مقالہ شیخ امام بخش ناسخ کی غزلیات میں حضور اکرمؐ کی سوانح و شخصیت سے متصل واقعات و قصص سے منسوب تلمیحات کے اجمالی جائزے پر محیط ہے۔اس مقالہ میں حضور اکرمؐ سے عقیدت و موانست کے شاعرانہ بیان کی فنِ تلمیح کے تناظر میں توضیح کی گئی ہے جس کا مقصد فنِ تلمیح کے پس منظر میں دینِ اسلام کی تکمیل کے داعیؐ کی سوانح و شخصیت کا ناسخ کے ایقانِ رسالت سے اظہارِ عقیدت کو سامنے لانا ہے۔یہ مقالہ بطور شاعر ایک مسلمان کی امام الانبیاء سے عقیدت و موانست اور محبت و الفت کا شاعرانہ اظہار ہے جس سے صنفِ غزل میں فنِ تلمیح کی وقعت و اہمیت اور مذہبی و شخصی سیاق کے شاعرانہ بیان کو جواز فراہم کرنا مقصود ہے۔

کلیدی الفاظ: کلاسیکی غزل، فنِ تلمیح، محمدؐ، آخری پیغمبرؐ، رسالت، دینِ اسلام، نبوت، درود و سلام، ختم نبوت، قرآن، عرب

....

*Urdu Dept:(G.C Women Univeristy,Sialkot)uzmanoreengcwus@gmail.com
**Urdu Dept:(Govt Shah Hussain Associate College Lahore)mohsinkhalid53@gmail.com

دُنیا میں اس وقت سات ہزار کے قریب زبانیں موجود ہیں۔ پاکستان میں ۷۷ کے قریب زبانیں موجود ہیں۔ اس سے پہلے جانے کتنی زبانیں معدوم ہو چکیں ہیں۔ آنے والے وقت میں خواہ ایک بھی زبان باقی نہ رہے لیکن ایک شخصیت کا تذکرہ پورے جاہ و جلال کے ساتھ باقی رہے گا۔ وہ ذاتِ بابرکات حضور اکرمؐ کی ہے۔ رب تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔ اس کی ایک سادہ سی حکمت یہ ہے کہ اس زبان کو قیامت تک کے لیے جاری رہنا ہے۔ گویا اس زبان کو قیامت تک زوال اور معدومی کا شکار نہیں کیا جا سکتا۔

زبانیں مٹتی، بنتی، اور وقت کی دُھول میں معدوم ہوتی رہتی ہیں۔ دُنیا ماورا سے آگے جس کا مقام ہے وہ کبھی زبانوں کے سانچے میں نہیں آسکے گا۔ رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے آخری پیغمبر حضور اکرمؐ کا تذکرہ اس قدر خوبصورت، جامع اور فقید المثال انداز میں کیا ہے کہ رب تعالیٰ کے اس معجزہ کے علاوہ کسی اور زبان کی اور شاعری کی اور سخن وری کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

اُردو زبان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں سیرتِ النبیؐ سے متعلقہ ایک گنج ہائے گراں مایہ موجود ہے جس سے ایک زمانہ فیض اور روشنی حاصل کر رہا ہے۔ اُردو زبان کی جملہ اصناف میں حضور اکرمؐ کی سوانح و شخصیت اور کارہائے نمایاں کا ذکر موجود ہے۔ داستان، ناول، افسانہ میں حضور اکرمؐ کی سوانح و شخصیت اور مکی و مدنی زندگی کے جملہ احوال اور دینِ اسلام کی اشاعت کے ادوار کا تذکرہ موجود ہے۔ اسی طرح مثنوی، غزل، نظم اور اس کی مزید ذیلی اصناف میں بھی مذکور اختصاص کا خزینہ موجود ہے۔

کلاسیکی غزل میں جہاں دُنیاوی معاملات سے متصل جذبات و احساسات اور تصوراتِ کُلّی کا تذکرہ ملتا ہے وہیں تقابل مذاہب اور تقابل مسالک کے تفکر اور اس کے باہم ادغام کا عنصر بھی بدرجہ غائیت دکھائی دیتا ہے۔ کلاسیکی غزل میں حضور اکرمؐ سے شعرا کا اظہارِ عقیدت بہت بڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ولی دکنی سے مرزا خان داغ دہلوی تک سیکڑوں شعرا کے دواوین میں سوانح و شخصیت رسول پیغمبرؐ کی جملہ تعلیمات کو دیکھا جا سکتا ہے۔

شیخ امام بخش ناسخ کا مذہبی رجحان ان کے ہم عصر کے مقابلے میں زیادہ توانا اور اثر انگیز دکھائی دیتا ہے۔ ناسخ کی طبیعت میں پہلوانی کا مزاج ضرور تھا لیکن انھوں نے خود کو دین کی تعلیمات سے کسی صورت دور نہیں کیا۔ ان کی سوانح اور شخصیت کے واقعات میں ارکانِ اسلام کی عمل داری پوری دیانت داری اور خلوص سے دکھائی دیتی ہے۔

شیخ امام بخش ناسخ کلاسیکی غزل کا ایک معتبر نام ہے۔ ناسخ نے کلاسیکی غزل کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ ناسخ سے پہلے صنفِ غزل میں بہت کچھ تصرفات ہو چکا تھا جسے ناسخ نے مجتہد کی حیثیت سے ثقیل کر کے نکال باہر کیا۔ ناسخ کی ان لسانی اصلاحات و تصرفات سے ان کے ہم عصر نے تنقید کا نشانہ بنایا تاہم انھوں نے اِس کی پروا نہیں کی۔ ناسخ نے اُردو زبان کو حشو و زوائد اور دور از کار تشبیہات و استعارات اور دقیق و لایعنی الفاظ سے پاک کیا۔ ناسخ نے اپنے طور پر زبان کی جو خدمت ہے وہ دسیوں اعتراضات کے باوجود ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی جتنی تحسین کی جائے، کم ہے۔

ناسخ کے کلام میں ہر رنگ موجود ہے۔ انسانی زیست کے جملہ مظاہر کی موجودگی ان کی غزل میں واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔ ناسخ نے اپنے زمانے کے سیاسی و سماجی اور ثقافتی اور جغرافیائی حالات و واقعات کو بھی شاعرانہ طور سے بیان کیا ہے۔ ان کے ہاں شعری حِسّیت کا عنصر تغزل کے رجحان کو مہمیز کرتا نظر آتا ہے۔ روایت کے تتبع کے ساتھ جدت وندرت کی اختراعی پہلوداری بھی ان کی غزل کا خاصہ ہے۔

ناسخ کی غزلیات میں سیکڑوں اشعار موجود ہیں جن میں حضور اکرمؐ کی شخصیت اور سوانح سے متعلقہ احوال کا شاعرانہ بیان ملتا ہے۔ ناسخ کی شاعری اور لسانی توجیہات پر کام کرنے والے نقاد کی آرا سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہبی رجحان ان کے ہم عصر سے زیادہ واضح، مکمل اور تفکر پر غلبہ کیے ہوئے محسوس ہوتا ہے۔ ناسخ نے حضور اکرمؐ سے اپنی عقیدت، مودت، موانست اور محبت کا طرح طرح سے اظہار کیا ہے۔ حضور اکرمؐ کے خاندان سے بھی ناسخ کی عقیدت دیکھنے کی چیز ہے۔

ناسخ کی غزلیات میں محبوب ترین شخصیت کی تعین کی جائے تو وہ حضور اکرنؐ کی شخصیت ہے۔ ناسخ کے بارے میں ان کے سوانح نویسوں اور نقادوں کے علاوہ ہم عصروں میں بہت سی باتوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس احوال کو میزان پر پرکھا جائے اور اصالت کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر ٹٹولا جائے تو مفروضوں اور قیاس آرائیوں کے سوا حقیقت بہت دور دکھائی دیتی ہے۔

ناسخ کی کلیات میں جگہ جگہ مدحیہ اشعار کی کثرت موجود ہے۔ ناسخ کی غزل کا رنگ نعتیہ فضا سے معمور ہے۔ ناسخ کے ہاں دینِ اسلام کی جملہ تعلیمات کے ساتھ ساتھ اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں کام آنے والی شخصیات کا تذکرہ اور ان کی سوانح و شخصیت اور کارہائے نمایاں کے قصص کا تذکرہ بطور خاص منفرد انداز میں جابجا دکھائی دیتا ہے۔

یہ مقالہ ناسخ کی کلیات میں حضور اکرمؐ کی سوانح و شخصیت اور معجزات و کارہائے نمایاں سے متصل واقعات و اذکار پر کی تلمیحی توضیح پر مشتمل ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ غزلیاتِ ناسخ میں حضور اکرمؐ سے متصل تلمیحی واقعات و قصص اور معجزات واختصاص کی توضیح کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

آبِ پاک: آبِ پاک 'تلمیح آبِ حیات سے مختلف ہے۔ آبِ پاک سے حضور اکرمؐ کا پانی کا وہ پیالہ مراد ہے جس کا بچا پانی صحابہ برکت کے لیے پی لیا کرتے تھے۔ اس آبِ پاک کی برکت اور تاثیر سے جملہ امراض کی شفایابی اپنی جگہ؛ صحابہ کی حضور اکرمؐ سے محبت و عقیدت کی وابستی ناقابل بیان ہے۔ ناسخ نے دہانِ نبیؐ سے چھوئے ہوئے پانی کو آبِ پاک قرار دیا ہے۔ ناسخ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کریم کے لیے شیر کا لفظ مستعار لیا ہے۔ ناسخ کہتے ہیں مولا علیؓ شیر خواری میں دہان

بنیؐ کا چھو کر پاک ہونے والا پانی دودھ سمجھ کر پیا کرتے تھے۔اس پانی کی تاثیر سے ان میں ایسی جرات، ہمت اور بے باکی پیدا ہوئی کہ جنگل کا شیر بھی ان کے سامنے سرنگوں ہو جاتا تھا۔

۔ ''جب تک نہ آبِ پاک دہانِ نبیؐ پیا/اُس شیر کے نہ دل میں خیال آیا شیر کا'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:02]

آلِ نبیؐ:آلِ نبیؐ سے مراد حضور اکرمؐ کی اُولاد ہے۔ حضور اکرمؐ کی اُولاد بیٹوں میں قاسم، ابراہیم، عبداللہ اور بیٹیوں میں فاطمہ، اُم کلثوم، رقیہ اور زینب شامل ہیں۔اہل تشیع کے مطابق بی بی فاطمہ سے پیدا اُولاد کو بھی اُل نبی میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ناسخ اہل تشیع سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان کے ہاں آلِ نبیؐ اور آلِ فاطمہؓ سے عقیدت واحترام بدرجہ اتم ملتا ہے۔ ناسخ نے نبی کی اُولاد کی عقیدت کو اپنے لیے دین ودُنیا کا تبرا قرار دیا ہے۔ناسخ نے آلِ نبی پر ہونے والے کربلائی ظلم پر نوحہ کیا ہے اور اُس وقت موجود نہ ہونے اور ہنوز آزمائش آلِ نبیؐ میں اپنا حصہ نہ ڈالنے کو انتہائی سخت الفاظ میں کوسا ہے۔ کہتے ہیں حشر کے دن وہی لوگ سُرخرو ہوں گے جنھوں نے پیغمبر کی آل سے محبت کی ہو گی۔

۔ ''دین ودُنیا سے تبرا مثلِ ناسخؔ ہے مجھے/بس دلا کافی تولا ہے نبیؐ کی آل کا'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:70]

''میری آنکھیں روتی ہیں ناسخؔ اِسی افسوس میں/آپ ہم تر ہوں، لبِ آلِ پیغمبرؐ خشک ہو'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:276]

''ناسخؔ اُٹھیں گے حشر میں وہ لوگ سُرخ رو/دُنیا میں جو محب ہیں پیغمبرؐ کی آل کے'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:398]

آلِ عبا:آلِ عبا سے مراد پنجتن پاک ہیں۔عبا سے مراد چادر ہے۔ حضور اکرمؐ کی چادر مبارک کا ذکر اکثر جگہ ملتا ہے۔آلِ عبا کی نسبت سے معروف ہے کہ ایک بار حضور اکرمؐ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، اور حسینؓ اور خود کو اپنی چار میں لے کر فرمایا تھا کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا۔ گویا حضور اکرمؐ نے خود کو ان چاروں شخصیات سے منسوب کر دیا ہے۔آلِ عبا کی تلمیح اسی واقعے کے پس منظر میں شعرا بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

ناسخ مسلکی شعیہ ہونے کے اعتبار سے بطور شاعر عقیدت کی آخری حد تک آلِ عبا یعنی پنجتن سے محبت وموانست کے خواہاں ہیں۔ناسخ نے عبائے علوی، مہدی، ہادی اور دیگر بارہ اماموں کی آل کو بھی اسی عقیدت میں رکھا ہے۔ناسخ نے اپنے عہد کے منکرینِ آلِ عبا کو آلِ دجال سے تشبیہ دی ہے اور ظہور مہدی کی نوید سُنائی ہے۔

۔ ''ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوا/مہدی، ہادی، امامِ ماسوا پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:109

''تمام آبائے علوی تک بھی ہیں اولاد میں ناسخؔ/علی روح القدس سے بھی ہوئے ہیں پیشتر پیدا'' [کلیات ناسخ، جلد۲، ح،اول:119

۔ ''رنج دیتے ہیں مجھے ناسخؔ یہ دجالانِ شہر/کیا ظہورِ قایم آلِ عبانے دہر میں'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،۲،ص:65]

احمد مختار: احمد مختار سے مراد حضور اکرمؐ ہیں۔ ناسخ حضور اکرمؐ سے اپنی عقیدت و مودت کا شاعرانہ اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی بزم میں جہاں حضور اکرمؐ کا نام احمد اور زمین پر محمدؐ رکھا گیا وہاں حضرت علیؓ کا نام حیدر رکھا گیا جو ہم نام بھی ہے اور (اہلِ تشیع کے نزدیک) ہم رُتبہ بھی ہے۔ ناسخ اہل تشیع سے متعلق ہیں اس لیے ان کے ہاں احمد و حیدر کی ترکیب ساتھ ساتھ نظر آتی ہے۔ ناسخ نے حضور اکرمؐ کی ولادت کی خوشی میں زمانے کے خار زار کو گلزار میں بدلتا ہوا محسوس کیا ہے۔ اسی طرح حیدرِ کرار کے مولد کو احمدؐ یعنی حضور اکرمؐ کے زورِ بازو قرار دیا ہے۔

۔ ''ہم بزم الٰہی ہے اگر احمدِ مختار/ہم نام ہوا حیدرا کرار خدا کا'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،اول:90]

۔ ''آج مولد ہے جناب احمد مختار کا/خار زار دہر میں عالم ہوا گلزار کا'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،اول:98]

۔ ''آج مولد ہے جنابِ حیدر کرار کا/ہو گیا بازوز بردست احمد مختار کا'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،اول:105]

احمد وحیدر: احمد و حیدر کی شخصی تلمیح ناسخ کی حضور اکرمؐ اور حضرت علیؓ سے بے پناہ عقیدت و محبت کا شاعرانہ اظہار ہے۔ ناسخ نے احمد و حیدر کی ترکیب سے دونوں عظیم ہستیوں کو یکجا کر دیا ہے اور ان میں فرق کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ کہتے ہیں رب تعالیٰ نے احمد و حیدر کے ذریعے دُنیا میں حق اُتارا ہے اور یہ دونوں آسمانِ ولایت پر چاند اور سورج کی طرح دمکتے فروزاں دکھائی دے رہے ہیں۔

۔ ''کرتے نہیں یاد احمد و حیدر کو جو اک بار/کیوں نام لیا کرتے ہو، سو بار خدا کا'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،اول:90]

۔ ''نہیں ہیں احمد و حیدر کہ حق نے/فلک پر سے اُتارے چاند سورج'' [کلیات ناسخ، جلد۲،ح،اول: 161]

اقرارِ نبوت: اقرارِ نبوت تلمیح سے ناسخ نے دور کے معنی اخذ کرنے اور مذہبی نزاعت کے اس چشم کشا واقعات پر اپنا تنقیدی جداگانہ نکتہ نظر بھی بیان کیا ہے۔ نبوت کے اقرار اور انکار کے معاملے میں صدیوں سے اختلاف چلا آتا ہے۔ اہلِ اسلام کے برعکس قوتیں کسی نہ کسی بہانے اور ایجنڈے کے ذریعے نبوت کے امتیاز اور اختصاص کو زائل کرنے کے درپئے رہتی ہیں۔

ناسخ سے لے کر ہنوز یہ نزاعات کسی نہ کسی شکل میں سامنے آتی رہتی ہے۔ ناسخ نے انکار نبوت کے داعیوں کو خبردار کیا ہے اور انھیں تنبیہ کی ہے انکار نبوت کا مطلب انکار خدا ہے اور جس نے خدا کا انکار کیا وہ اپنا ٹھکانہ مستقل جہنم اور ہمیشہ کی

نامرادی تصور کر لے۔ خدا کی امانت میں خیانت کا تصور دین و دُنیا کی ناکامی اور نامرادی سے عبارت ہے۔ ناسخ کا مذہبی رجحان ختم نبوت کے معاملے میں بہت واضح اور صحت مند ہے۔

؎ ''اقرارِ نبوت میں ہے اقرار خدا کا / انکار امانت میں ہے انکار خدا کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 89]

بادشاہ مشرقین: بادشاہ مشرقین سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات ہیں۔ ناسخ نے حضرت امام حسینؓ کی نسبت سے حضور اکرمؐ کو "بادشاہ مشرقین" کے لقب سے ملقب کیا ہے تاہم حضورؐ صرف مشرقین تک محدود نہیں بلکہ مشرقین و مغربین اور کل عالم اور ماورائے عالم کے بھی بادشاہ ہیں۔ ناسخ کہتے ہیں امام حسینؓ کے لیے جبرئیل کی حیثیت ہما کی سی ہے۔ ہما ایک فرضی پرندہ ہے جس نے سلیمانؑ کے لشکر کے لیے پانی تلاش کیا اور ملکہ بلقیس کی خبر سلیمانؑ کو دی تھی۔ جبرئیل رب تعالیٰ سے حضور اکرمؐ کے لیے پیغام رسانی کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ اسی نسبت سے ناسخ نے جبرئیل کے لیے "ہما" کا استعارہ تراشا ہے جو لائق داد ہے۔

؎ ان کے نانا ہیں جو احمد بادشاہ مشرقین / جبرئیل اُن کے لیے جائے ہما پیدا ہوا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 110]

تصویرِ احمدؐ: حضور اکرمؐ کے جسم اطہر کے سائے کے حوالے سے جملہ مسالک و مکاتبِ فکر کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل تشیع، اہل وہابیت، اہل سنت اور دیوبندی مکاتبِ فکر کے ہاں صدیوں سے یہ مسلہ نزاعت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ تمام مسالک کے معتبر علما نے اس کے بارے میں اپنی آرا بیان کی ہیں جن میں تضاد کا در آنا لازمی تھا۔ تاہم چند جیّد علما یر جانبدار ہو کر حضور اکرمؐ تاریک سایہ جسم کثیف کے تییٔں نہ ہونے کے باب میں متفق ہیں جبکہ عوامی سطح پر یہ اختلاف ہنوز موجود ہے۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی لکھتے ہیں:

''قرآن وحدیث کے مطابق نورانیت کی وجہ سے آپ کا تاریک سایہ نہیں تھا۔ آیت و روایت میں جہاں کہیں آپؐ کے لئے "ظل" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد تاریک سایہ نہیں بلکہ آپ کی ذات اور شخصیت مراد ہے۔ رسول اکرمؐ کا سایہ نہ ہونے کے متعلق سلف و خلف، تمام علماء، محدثین، مفسرین، اہل سیر متفق ہیں''۔(۱)

ناسخ نے حضور کی تاریک سائے سے بہت آگے بڑھ کر آپؐ کی تصویر کے سائے کو بھی ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ کہتے ہیں حضور اکرمؐ کی ذات والا کے سایے کی بات تو در کنار آپ کے تصور اور تصویر کا بھی سایہ نہیں۔ حضور اکرمؐ کی تصویر موجود نہیں۔ ظاہر ہے اُس وقت تصویر کا اس طرح کا رواج نہیں تھا۔ شاعر اپنا عقیدہ شاعرانہ انداز مبالغہ کا سہارا لیتے ہوئے بیان کر رہا ہے جس میں اسے رعایت دی جا سکتی ہے۔

ے گھسے مثلِ قلم پائے طلب، لیکن نہ ہاتھ آیا/بسانِ سایہ احمدؐ نشاں تصویر احمدؐ کا" [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:03]

خیر البشرؐ : خیر البشر حضور اکرمؐ کا لقب ہے۔ رب تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کو تمام جہانوں اور عالموں میں موجود بشر میں سب اعلیٰ، افضل، اور خیر کے لحاظ سے اعظم ترین بشر بنا کر بھیجا۔ اس امتیازی وصف کے پیشِ نظر آپؐ کو خیر البشر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ناسخ حضور اکرمؐ کی شخصیت اور امتیازی وصایا کے حوالے سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نہ صرف ایک بہترین انسان ہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے خیر کا باعث ہیں اور خیر کی علامت اور روشنی کا مینار ہے۔ آپؐ کا اُسوہ اور طرزِ حیات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے شر کے مقابلے میں خیر سے کس طرح شریر لوگوں کو اپنا مطیع کر لیا اور صدیوں جہالت میں پڑے اذہان کو راستی کی روشنی سے جلا بخشی۔

بہرِ بہشت منّتِ رضواں اُٹھاؤں کیوں/بے شک دکھائیں گے مجھے خیر البشر بہشت" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:149]

"کر دیا سیراب ناسخؔ دم میں فوجِ تشنہ کو/چشمہ ہائے فیض تھیں خیر البشر کی اُنگلیاں" [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:314]

درود و سلام : درود و سلام اسلامی تلمیح ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے جس کا مفہوم ہے کہ اے ایمان والوں میرے پیغمبر پر اور اس کی آل پر درود بھیجو بے شک تمہارا پروردگار بھی پیغمبر اور اس کی آل پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ دینِ اسلام کا یہ اعجاز ہے کہ رب تعالیٰ جسے کسی کی حاجت نہیں ہے اور قادر ہے مختار ہے ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اپنے پیغمبر کی محبت میں اس کی حفاظتی اور سلامتی کے لیے دُعا گو رہتا ہے۔ یہ وصف اور امتیازِ لاثانی صرف حضور اکرمؐ کو نصیب ہوا ہے۔ جملہ ادیان میں حضور اکرمؐ کے حوالے سے اچھے الفاظ اور تحسین آمیز کلمات کا ذکر ملتا ہے۔

علامہ قاسم عطاری لکھتے ہیں:

"قرآن پاک میں (سورہ الاحزاب: آیہ۔56) ارشاد ہے۔ ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔ علامہ صاویؒ فرماتے ہیں: " اس آیت میں رب تعالیٰ کے درود بھیجنے سے مراد ایسی رحمت فرمانا ہے جو تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہے؛ فرشتوں کے درود بھیجنے سے مراد ایسی دُعا کرنا ہے جو حضور اکرمؐ کی شان کے لائق ہو"۔ (۲)

ناسخ حضور اکرمؐ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ رب تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جو آپؐ پر درود و سلام بھیج سکے۔ بطور منتقدی ناسخ بھی اپنا ٹوٹا پھوٹا عاجزنہ کلام حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ رب تعالیٰ کے محبوب پیغمبر پر شب و روز درود و سلام بھیجنا ہی میرا مقصدِ حیات ہے اور یہی میری کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔ ناسخ نے درود کی اہمیت کی رعایت سے حضورؐ کے پسینے کی معجزانہ برکت کا ذکر بھی کیا ہے۔

؎ ''درود پڑھنے لگا ہوں جو یک بیک ناسخ/کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے'' [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:412]

؎ ''اُن پر ہزار بار درود و سلام بھیج/بس زندگی میں کام یہی ہے ثواب کا''[کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول:104]

دُلدُل: دُلدل ایک خچر تھا جو بازنطین کے والی مقوس نے حضور اکرمؐ کو بطور تحفہ بھجوایا تھا اور آپ کو بہت عزیز تھا۔ اس خچر کے ساتھ ایک گدھے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضور اکرمؐ برسوں اس خچر پر سواری کرتے رہے اور گدھے پر بھی اکثر اوقات سفر کرتے تھے۔

روایات میں منقول ہے کہ اس کا رنگ خاکستری تھا اور یہ طویل عمر تک آپؐ کی وفات کے بعد تک جیتا رہا۔ معمری اور نقاہت کی وجہ سے اس کے دانت گر گئے تھے اس کے منہ میں خوراک ڈالی جاتی تھی۔ مشہور ہے کہ مولا علیؑ نے بھی جنگ جمل و صفین میں اسی خچر پر سواری کی تھی۔ دلدل کے بارے میں تقابل مسالک میں مختلف آرا ملتی ہیں۔ ساحر لکھنوی لکھتے ہیں:

''وہ تاریخی سیاہی مائل گھوڑا (خچر) جو اسکندریہ کے بادشاہ نے سرورِ کائنات حضور اکرمؐ کو تحفے میں بھیجا تھا اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو مرحمت فرمادیا تھا۔ یہی گھوڑا روزِ عاشور میں امامِ حسینؓ کی سواری میں تیر تلواروں سے زخمی ہوا تھا۔ محرم کے جلوس میں اس کی بھی شبیہ نکالی جاتی ہے''۔(۳)

ناسخ اہل تشیع میں سے تھے اس لیے ان کے ہاں دلدل کے استعمال کے معاملے میں مولا علیؓ کو فوقیت دی گئی ہے۔ ناسخ کہتے ہیں کہ مولا علیؑ کے زیرِ استعمال دلدل کا یہ اثر ہے میں بھی خود کو اب گدائے کاسہء دلدل سمجھتا ہوں اور میرا وجود پائے نقشِ دلدل بن گیا ہے۔ انسان کا یہ فطری مزاج ہے کہ وہ جس چیز کو دل سے محسوس کرتا ہے اُس کے بارے میں مبالغہ کرنے اور تحسین میں غلو کی حد تک جانے سے باز نہیں آتا۔ ناسخ کا رویہ بھی مذکور تلمیح کے حوالے سے یہی نظر آتا ہے۔

؎ ''بندہء مرتضیٰ ہوں میں ناسخ/سجدہ گہ نقش پائے دُلدل ہے'' [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، ۲، ص:38]

فیضِ دُلدل سے سمندِ طبع یاں چالاک ہے/آج ہے جو صیدِ مضموں بستہ فتراک ہے'' [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، ۲ص:188]

دوشِ احمدِ مختار: دوشِ احمد مختار تلمیح ناسخ نے تراشی ہے۔ اس تلمیح کے پس منظر فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں بُتوں کی مسماری کا ہے جنھیں مولا علیؑ نے حضور اکرمؐ کے دوش یعنی کاندھوں پر کھڑے ہو کر مسمار کیے تھے۔ اس واقعے کو مختلف حوالوں سے روایات میں نقل کیا گیا ہے۔ رشید احمد رضوی لکھتے ہیں: ''فتح مکہ کے وقت کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ہر قبیلے کا علاحدہ بت تھا۔ ہبل ان کا سب بڑا بت تھا جو کعبہ کے دروازے کے قریب تھا جسے مسمار کر کے باب السلام قدیم کے نیچے پھینک دیا گیا تا کہ قیامت تک حجاج کے قدموں تلے روندتا رہے اور بت پرستوں کو عبرت ہو

جبکہ ابوسفیان غزوۂ احد میں فخریہ کہتا تھا "اعل ہبل، اعل ہبل۔ حضورؐ نے اسے ذلیل کر کے دکھایا تاکہ اسے یہ معلوم ہو کہ جسے رب تعالیٰ ذلیل کرے؛ اسے کون عزت دے سکتا ہے۔ پھر آپ لکڑی ہر بت پر مارتے تھے وہ منہ کے بل گرتا تھا اور آپ پڑھتے تھے "جآء الحق وزھق الباطل"۔ حضورؐ نے علیؑ کو اپنے کاندھوں پر چڑھنے کا حکم دیا یا تاکہ چھت پر ٹنگے ہوئے بتوں کو توڑ دیں"۔ (۴)

ناسخ نے واقعہ مسمارِ بتاں کو دسیوں اشعار میں بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا اور آخری واقعہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے دوشِ مبارک پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑنے والا دیکھا جائے۔ اس عظمت اور مراتبت کا صحیح ترین حقدار یقیناً مولا علیؑ ہی تھے اور انھیں سے یہ سعادت منسوب ہے۔ ناسخ نے کمال عجز سے اس واقعے کو جذباتی انداز میں تلمیحی پیراہن اُوڑھایا ہے۔

؎ "جب کہ دوشِ احمدِ مختار پر رکھا قدم / حیدرِ کرار کا رُتبہ دوبالا ہو گیا" [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 2]

دیدارِ محمدؐ : دیدارِ محمدؐ تلمیح ناسخ نے تراشی ہے۔ بہ حیثیت مسلمان ہر ایک کی یہ دلی تمنا اور سب سے بڑی ذی حیاتی خواہش ہوتی ہے کہ حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھ لیا جائے۔ اب چونکہ حضورؐ بدنی اعتبار سے دُنیا میں موجود نہیں ہے اس لیے انھیں سر کی آنکھوں سے مجسم حالت میں دیکھنا ممکن نہیں تاہم روحانی طور پر یہ ممکن ہے۔ ناسخ نے اپنے خواہش کو اظہار ولادتِ سعادت کے محل سے کیا ہے اور مشتاقِ دیدارِ محمدؐ کی آرزو کی ہے۔

دکھا اُس کو، جہاں میں غُل ہے جس کی آمد آمد کا / الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا" [دیوان ناسخ، جلد اول، ص: 02]

دینِ محمدؐ : دینِ محمدؐ سے مراد وہ دین ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا اور مختلف واسطوں سے آپؐ تک پہنچا اور آپؐ پر رب تعالیٰ نے اس کو مکمل کر دیا یعنی اس کی تکمیل کر دی۔ حضور اکرمؐ گویا خاتم النبیین اور مہرِ ختم نبوت ہیں۔ آپ کے بعد اب مزید کسی دین یا رب تعالیٰ کی طرف سے نئے احکامات کے الہام کا سلسلہ قیامت تک موقوف مقفل رہے گا۔ دینِ ابراہیمی کو اب دینِ محمد کہا جاتا ہے اور قیامت تک دینِ حق کو دینِ محمدؐ سے ہی منسوب کیا جاتا رہے گا اور اس کی من و عن قلب وایقان سے تقلید کی جاتی رہی ہے اور حضورؐ کے اُسوہ کو بطور سنت دین و دُنیا کی فلاح کے لیے پیٹرن تصور کیا جائے گا۔ ناسخ نے ولادتِ سعاتِ حضورؐ کی نسبت سے دیدارِ حضورؐ کی خواہش کے پیشِ نظر جذبات کا اظہار کیا ہے۔

؎ "بہارِ گلشنِ دینِ محمدؐ اب دکھا یارب! / ترصد بلبلِ دل کو ہے فصلِ گل کی آمد کا" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص: 02]

دہانِ نبیؐ : دہانِ نبیؐ؛ تلمیح ناسخ نے وضع کی ہے۔ ناسخ نے دہانِ نبی تلمیح کے پس منظر حضور اکرمؐ کے منہ مبارک سے چھو کر گزرے ہوئے دودھ کے پیالے کی برکت اور تاثیر کے واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مشہور ہے کہ حضور

اکرمؐ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں آپ معمول کے مطابق پانی اور دودھ پیا کرتے تھے اور کچھ بچ جاتا تو جو پاس ہوتا اُسے عنایت کر دیتے تھے۔ مفتی سفیان بلند لکھتے ہیں:

"حضرت انسؓ سے منسوب ہے کہ ان کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ پیالہ مجھے حضورؐ سے تحفہ ملا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے صاحبزادے حضرت نضر بن انسؒ کی میراث سے یہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم میں فروخت ہوا تھا،امام بخاریؒ نے بصرہ میں اس پیالہ سے پانی بھی پیا۔لوگ کہتے ہیں کہ وہ اور پیالہ تھا"۔(۵)

ناسخ نے مولا علیؓ کے حوالے سے دودھ پینے کی سعادت کا ذکر کیا ہے۔اس تلمیح کے پس منظر میں غزوہ خیبر کے موقع پر لعاب دہن کا ذکر بھی ذہن میں آتا ہے جب حضورؐ نے مولا علیؓ کو آشوب چشم کے پیشِ نظر دہانِ پاک سے لعاب لگا کر آشوب کا مرض ٹھیک کر دیا تھا جو فتح خیبر کا باعث بنا تھا۔ ناسخ کہتے ہیں مولا علیؓ نے جب تک حضورؐ کے منہ مبارک سے مس ہونے والے آبِ پاک نہ پی لیا تب تک آپؓ میں شیروں ایسی بہادری اور دلیری پیدا نہ ہو سکی۔ ناسخ کا یہ انداز تلمیح کی معنویت اور موضوع کی جاذبیت میں ایک نیا اضافہ ہے جو لائقِ تحسین ہے۔

ے "جب تک نہ آبِ پاک دہانِ نبیؐ پیا/اُس شیر کے نہ دل میں خیال آیا شیر کا" [دیوان ناسخ، جلد اول، ص:02]

ساقی کوثر : ساقی کوثر تلمیح حضور اکرمؐ سے منسوب کی جاتی ہے۔رب تعالٰی نے کوثر نامی ایک نہر جنت میں بنا رکھی ہے جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔اس نہر کا پانی جنت کے مستحقین کو حضور اکرمؐ کے اذن سے ملے گا۔اس پانی کو پینے والا خود کو خوش قسمت تصور کرے گا۔اس نہر کی برکت اور حضور اکرمؐ کی رحمت کے پیشِ نظر شعرا نے ساقیِ کوثر کی تلمیح وضع کی ہے۔

"ساقی کوثر حضورؐ کا لقب ہے۔آپؐ بہشتیوں کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے۔ شعیہ اعتقاد کے مطابق حضرت علیؓ ساقی کوثر ہیں۔رسولِ خداؐ کی ایک حدیث یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ علیؓ میرے ساتھ حوض کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور میری اُمت میں سے جسے پہنچاتے ہوں گے اُسے سیراب کریں گے۔اسی مناسبت سے ساقی کوثر کی تلمیح حضرت علیؓ کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے"۔(۶)

ناسخ نے ساقی کوثر کی رعایت سے مولا علیؓ سے اپنی آرزو کو وابستہ کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں مولا علی ہی ساقی کوثر ہیں اور انھیں کے فیض سے ہم جو جامِ کوثر نصیب ہو گا۔ مولا علیؓ کے لیے کوثر کی نسبت سے ناسخ نے "مُحبِ ساقی کوثر" ترکیب تراشی ہے۔ مولا علیؓ کے عدو یقیناً اس فیض سے محروم ہوں گے۔ ناسخ نے مولا علیؓ کو "عشق ساقی کوثر" سے یاد کیا ہے اور کوثر

کے جام کو "جامِ پاکِ آب" قرار دیا ہے۔ شعرا کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے وہ بعض اوقات حقیقت کے برعکس محض تخیل کے زور پر مبالغہ آمیزی کر جاتے ہیں جو وقتی طور پر دل کو لبھاتی ہے تاہم تاثر اس کا جلد زائل ہو جاتا ہے۔

۔ "ہم زائرانِ ساقی کوثر ہیں واعظا! / کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:36]

"مری مستی کو عشقِ ساقی کوثر شراب / رات دن پیتا ہوں میں بے شیشہ و ساغر شراب" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:101]

۔ "مستی میں عشقِ ساقی کوثر بھی ہوا گر / جامِ شراب چشمہ کوثر سے کم نہیں" [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول:289]

سایہ احمدؐ: پیغمبرؐ سایہ احمدؐ سے مراد حضور اکرمؐ کے بدن کا سایہ ہے۔ حضور اکرمؐ کے بدن کے سائے کے بارے میں احادیث و روایات میں ذکر ملتا ہے کہ آپؐ کے بدن کا سایہ نہ تھا۔ حضور اکرمؐ کا جسم مبارک اپنے اندر کثافتی خصائص کا اجتماع نہیں نہیں رکھتا تھا اور شق الصدر کے واقعے کے بعد آپ کے سراپے کو ہر طرح آلائش اور کثافت سے پاک کر دیا گیا تھا۔ اس اہتمام کی وجہ آپؐ کا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے افضل، مکمل اور محبوب ہونا مقصود تھا۔ مذہبِ اسلام کے مختلف مکاتبِ فکر اور مسالک میں سایہ کو لے خاصی نزاعی بحث رہی ہے جو ہنوز جاری ہے تاہم ہر ایک اپنے مسلک کے سیاق کے اعتبار سے خود کو مطمئن کیے ہوئے ہے۔ مولانا محمد امجد لکھتے ہیں:

" حضورؐ کے مقابلے میں کسی اور نبیؑ کو یہ امتیاز نصیب نہ ہوا۔ آپؐ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ جب ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تھے۔ آپؐ کے بدن پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ آپؐ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا "۔(۷)

ناسخ حضور اکرمؐ سے انتہائی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں کہتے ہیں حضورؐ کی شان میں مدحیہ اشعار کہتے ہوئے میرا قلم حضور کے پاؤں میں گھس گھس جا رہا ہے کہ کہیں بے ادبی کا شائبہ قلم کی تحریر میں پیدا نہ ہو جائے۔ اُردو شعرا میں نعت کی بہت صحت مند روایت رہی ہے۔ سیکڑوں شعرا نے حضورؐ کی سیرت کے نمایاں خصائص کو عقیدت مندانہ انداز میں لکھا ہے اور اس مدحت کو اپنے لیے نجات کا وسیلہ بنایا ہے۔

۔ "گھسے مثلِ قلم پائے طلب، لیکن نہ ہاتھ آیا / بسانِ سایہ احمدؐ نشاں تصویر احمدؐ کا" [دیوان ناسخ، جلد اول، ص:03]

سبطِ پیغمبرؐ: سبط پیغمبر سے مراد حضرت امام حسنؓ ہیں۔ حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ سے بڑے ہیں۔ ان کا نام امام حسینؓ کے واقعہ کربلا کی وجہ سے ذرا کم لیا جاتا ہے تاہم ان کی عظمت و برتری میں کوئی شک نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ نے انھیں صلح و امن کی علامت بنایا اور ان کی وجہ سے ایک عظیم فتنہ کو برپا ہونے سے پہلے ختم ہونا پڑا۔ ناسخ نے مولا علیؓ کے صاحبزادوں

سے نسبت واُلفت کا معاملہ انتہائی جذباتی کرر کھا ہے۔ ناسخ میدانِ حشر میں سبطِ رسول یعنی امام حسنؓ کے دامن کی رفاقت کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۔ ""صبحِ محشر یہی کہتا میں اُٹھوں گا ناسخؔ/دے مرے ہاتھ میں یا سبطِ پیغمبرؐ دامن"" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:233]

شاہِ بحر و بر: شاہ بحر و بر سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات و شخصیت ہے۔ حضور اکرمؐ کو رب تعالیٰ معراج کی رات آسمانوں کی سیر سمیت جنت و دوزخ کا احوال بھی دکھایا تھا۔ اس واقعے کا ذکر قرآن میں صراحت سے موجود ہے۔ شبِ معراج کی نسبت سے حضور اکرمؐ کا تمام انبیا کی امامت کرنا اور اپنی اُمت کے لیے پنجگانہ نماز کا تحفہ لانا سرفہرست انعامات میں سے ہے۔ ناسخ نے حضور اکرمؐ کے اس واقعہ معراج میں مسجد اقصیٰ سے عرشِ اعلیٰ کے سفر کو براق سے کرنے کی وجہ سے ایڑیاں تک کہیں زمین و ماورائے زمیں نہ چھونے کا ذکر کیا ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے اہتمام ہی اتنا اچھا کیا تھا کہ حضورؐ کو تکلیف و ناگواری کا شائبہ تک نہ گزرا اور یہ سفر رات کی رات میں مکمل ہوا اور اس کی تصدیق بھی ہوئی اور رب تعالیٰ نے قرآن میں اس واقعے کو ہمیشہ کے لیے مذکور کر کے محبوب سے محبت کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کر دیا۔

""مسجدِ اقصیٰ سے پہنچا عرشِ اعلیٰ تک براق/ چھو گئیں ناسخؔ نہ شاہِ بحر و بر کی ایڑیاں"" [کلیاتِ ناسخؔ، جلد ۲، ح، اول:362]

شاہِ رُسلؐ : شاہ رُسل سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات ہے۔ حضور اکرمؐ تمام انبیا کے سردار اور رسولوں کے شاہ یعنی سردارِ اعلیٰ ہیں۔ رب تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور تین سو چودہ رسولوں کو دینِ کی اشاعت اور احدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لیے دُنیا میں مبعوث فرمایا۔ رب تعالیٰ نے حضورؐ کو سب سے پہلے تخلیق کیا جبکہ مبعوث سب سے آخر میں فرمایا۔ ناسخ نے منزلت و مرتب کی اسی شان سے حضورؐ کو شاہِ رُسل کے لقب سے مقلب کیا ہے اور یہ خواہش اور مقصود ظاہر کیا ہے کی میں شاہِ رُسل کے وزیر یعنی مولا علیؓ کا غلام ہوں اور میری زندگی کا یہی مقصد ہے کہ مولا علیؓ کی حُرمت پر مر مٹوں اور قربان ہو جاؤں۔

۔ ""ناسخؔ کا ادعا ہے یہی، روزِ بازِ پُرس/ میں ہوں غلام شاہِ رُسلؐ کے وزیر کا"" [دیوانِ ناسخ، جلد اول، ص:02]

شاہِ کون و مکاں : شافع کون و مکان، بادشاہ جن و انس سے مراد حضور اکرمؐ ہیں۔ رب تعالیٰ نے آپؐ کو تمام عالمین و کل جہانات کا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کے مرتبے اور عظمت کو کوئی پیغمبر اور رسولؑ نہیں پہنچ سکتا۔ رب تعالیٰ نے آپؐ کو اپنا محبوب قرار دیا ہے۔ رب تعالیٰ جسے اپنا محبوب قرار دے اس سے بڑھ کر شان کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔ ناسخ نے حضور اکرمؐ کی اسی شان اور عظمت کے پیشِ نظر آپؐ کو "شاہ کون و مکان اور بادشاہ انس و جاں" کے لقب سے ملقب کیا ہے اور

اپنی نجات و ظفریابی کی درخواست کی ہے۔

''اے شہ کون ومکاں، اے بادشاہ انس و جاں / تیرے در کے واسطے ناسخ گدا پیدا ہوا'' [کلیاتِ ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 110]

شافع محشر: شافع محشرؐ سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات مراد ہے۔ حضور اکرمؐ کو رب تعالیٰ نے شافع بنا کر بھیجا ہے اور آپؐ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اور ہر ایک پر نفسا نفسی کا عالم ہو گا اور ہر کوئی اپنے تئیں استغفار و نجات کے خلجان میں مبتلا ہو گا اس صورت حال اور عالمِ حشر میں حضور اکرمؐ اپنی اُمت اور اپنے متعقدین کے لیے رحمت کی چادر پھیلائے ہوں گے اور پکار پکار کر کہیں گے کہ میری طرف آؤ میں تمہاری شفاعت و نجات و استغفار کی سفارش کرتا ہوں۔

ناسخ نے شافع محشر کی نسبت مولا علیؓ کی ولادت کا جشن منایا اور خوشی کا اظہار کیا ہے مولا علیؓ اور آقا دو جہاں حضور سرورِ کائنات کے ہوتے مجھ ایسے روسیاہ کو نجات و فلاح واستغفار کے لیے فکر مند ہونے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے۔

''ایک کا ماہ تولد ہے ربیع اول / دوسرا آج ہوا شافع محشر پیدا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 107]

شبِ معراج: شب معراج یا شب برات دینِ اسلام کا ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے جس نے دینِ اسلام کی وسعت کو معنی دیئے۔ رب تعالیٰ کے نظامِ کائنات اور حضور اکرمؐ کی عظمت کا یہ واقعہ زندہ ثبوت ہے۔ اس رات حضور اکرمؐ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف کے گئے اور وہاں سے آسمان کا سفر شروع ہوا جو رب تعالیٰ سے ملاقات کے اور تحائف کی وصولی کے بعد ختم ہوا۔ کلاسیکی شاعری میں اس واقعے کو شب دسیوں تلمیحات سے بیان کیا جاتا ہے۔ مذاہبِ عالم میں اس واقعے کی رُوداد پڑھنے کو ملتی ہے۔ مفتی خالد محمود لکھتے ہیں:

''معراج سے مراد حضور اکرمؐ کارات کے مختصر حصے میں روح اور جسم کے ساتھ مسجد اقصیٰ سے سات آسمان پر جانا اور پھر جنت اور دوزخ کی سیر اور اس کے جملہ احوال سے آگاہ ہونا اور جملہ انبیا سے ملاقاتیں کرنا ہے۔ یہ واقعہ 27 رجب کی درمیانی رات کو پیش آیا تھا۔ یہ انسانی عظمت حضورؐ کے علاوہ کسی اور بشر کو نصیب نہیں ہوئی''۔ [۸]

کلاسیکی غزل میں شعرا شب معراج کو وصالِ یار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ناسخ کے ہاں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ ناسخ کہتے ہیں کہ محبوب سے ملاقات کے امکانات نظر آتے ہی مجھے شبِ معراج کا گمان ہونے لگا ہے۔ ناسخ نے ہجر میں کٹی رات کو بھی معراج کی رات سے تعبیر کیا ہے۔ معراج کی رات کلاسیکی شاعری میں جہاں "وصال" کا استعارہ ہے وہاں یہ امکانات کی بھی علامت ہے۔ شعرا کے مذہبی قصص سے متعلق واقعات کو بدیعی معنویت میں شاعرانہ آہنگ دینا اچھا لگتا ہے۔

''روز نور روز جبیں ہے شبِ معراج ہے زُلف / ذوالفقار ابروے محبوب ہیں، قرآں عارض'' کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول: 237

؎ ''کیوں ہیں اشک اپنے پھلجڑی کی طرح/شبِ فرقت شبِ برات نہیں'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:271]

سب کیا ہیں شبِ قدر ہماری راتیں/ کٹتی ہیں آنکھوں ہی میں ہجر کی ساری راتیں'' کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:328

شرابِ طہور: شراب طہور سے مراد جنت کے مستحقین کے لیے ایک خاص قسم کا جام ہے جو پینے والے جنتوں کے حواس و شعور میں رب تعالیٰ کی یکتائی اور احدیت کا تصور واضح کر دے گی اور ایک ایسی مستی و مدہوشی ان پر برپا کرے گی جس میں ان کی زبانیں سراپا الست بربکم کے عہد کی تجدید میں اللہ اکبر اللہ اکبر پکاریں گے۔ طیبہ ضیا لکھتی ہیں:

'' قرآن مجید میں جنتیوں کے لیے ایک خاص شراب یعنی "شرابِ طہور" کا ذکر ملتا ہے جو ایک پاک اور نہائیت ذائقہ آور ہو گی۔ یہ ایسی شراب ہے جس میں ایک خاص لذت ہو گی جس سے نہ عقل میں خلل پڑے گا نہ بدمست کرے اور نہ کوئی روحانی ضرر و کثافت کا باعث بنے گی''۔(۹)

ناسخ شرابِ طہور کی شدید خواہش لیے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ کو کوثر ہی شرابِ طہور معلوم ہوتی ہے اور مجھ ایسے روسیاہ کو کوثر کے دو گھونٹ نصیب ہو جائیں تو میری نگاہ میں تقدس کا احدیتی عنصر دخیل ہو جائے گا اور میں معرفتِ خدا کے صحیح عرفان کو جان کر خود کو استحاقِ بہشت کے لیے کوالی فائی کر لوں گا۔ محبوبِ بے مروت کی چشم نم کا جام ناسخ کے لیے کوثر سے کہیں زیادہ لذیذ، کیف آور ہے۔

؎ ''کوثر کی موج کیوں نہ ہو اپنی نگاہ پاک/یاں چشمِ تر ہے جام شراب طہور کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:24]

شفیع المذنبین : شفیع المذنبین سے مراد "شفاعت کرنے والے نبی" ہیں۔ رب تعالیٰ نے دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس انبیا مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنے اپنے انداز میں رب تعالیٰ کے پیغامِ وحدانیت کو قوم کے سامنے رکھا اور ان کو مبارزت و نوید و آلام و عذاب سے ڈرایا۔ مجموعی طور پر جملہ معلوم احوال انبیا کی اقوام کا رویہ وحدانیت کے حوالے سے زیادہ اچھا نہ رہا اور بیشتر اقوام نے انحراف و کفر کو اپنے لیے مستقرِ نجات تصور کیا۔

حضور اکرمؐ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؐ کی نبوت کو قیامت تک لیے نافذ کر دیا گیا اور آپؐ کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام اپنے آخری دورِ تکمیل کو جا پہنچا اور سنت و شریعت کا نفاذ عملی طور قیامت تک کے لیے فعال ہو گیا۔ حضور اکرمؐ کو رب تعالیٰ نے جہاں اور بے شمار معجزات و انعامات و درجات و اعزات و القابات سے نوازا ہے وہاں "شفیع المذنبین" لقب آپؐ کی شخصیت کا ایک درخشاں پہلو ہے۔ قیامت کے دن آپؐ اپنی اُمت کے لیے رب تعالیٰ سے حساب و کتاب میں نرمی کی شفارش کریں گے جس سے اُمتِ رسول کے لیے جنت میں داخلے کا عمل نسبتاً دیگر اقوامِ نبین سے آسان ہو جائے گا۔

ناسخ نے حضور اکرمؐ کی بطور شفیع المذنبین ستائش کی ہے اور خود کو بطور اُمّیِ دینِ محمدی کے خوش قسمت قرار دیا ہے۔ ناسخ کہتے ہیں کہ نبیِ اول سے لے کر حضور اکرمؐ تک کسی نبی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے رب تعالیٰ سے یقینی تخصیصی رعایت حاصل کر لے۔ یہ اعزاز صرف حضور اکرمؐ کو رب تعالیٰ نے بہ وسیلہ وثبوت قرآن دیا ہے کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کی سفارش کو رد نہیں کرے گا اور یقینی اُمت کے لیے نرمی فرمائے گا اور داخلِ جنت کرے گا۔

؎ ”کوئی اس دار العمل میں جز شفیع المذنبین/ابتدا سے آج تک ایسا نہیں پیدا ہوا“ [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:111]

شق القمر: شق القمر ایک اسلامی ہے۔ شق کے معنی "توڑنا، ٹوٹ جانا" کے ہیں اور قمر سے مراد چاند ہے۔ شق القمر سے مراد چاند کا توڑنا لیے جاتے ہیں۔ چاند ایک سیارہ ہے جو آسمان پر رات کے وقت طلوع ہوتا ہے اور وقتِ سحر غروب ہو جاتا ہے۔ چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہے۔ اس پر سورج کی شعاعیں منعکس ہو کر پڑتی ہیں تو اس کی دودھیا مائل رنگت اہل زمین کو خوبصورتی کا ایک مرقع دکھائی دیتی ہیں۔

چاند کو توڑنا یا دو ٹکروں میں منقسم کر دینا کسی انسانی بشر کا کام نہیں اس کے باوجود تاریخِ اسلام میں ایک واقعہ حضرت محمدؐ سے منسوب ہے۔ حضور اکرمؐ نے اہل کفار کے سامنے پہاڑ کی گھاٹی سے طلوع ہوتے چاند کو انگلی کے اشارے کے دو حصوں میں توڑ ڈالا تھا جسے دیکھ کر اہل کفار میں چند ایک آپؐ کی صدیق اور امین ہونے اور رب کا سچا نبی ہونے پر ایمان لے آئے تھے جبکہ اکثریت نے آپؐ کو جادوگر قرار دیا تھا۔ شق القمر حضور اکرمؐ کا ایک مشہور معجزہ ہے۔ محمود نیازی لکھتے ہیں:

” عبداللہ بن عباس کہتے ہیں "ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا اور دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی دوسری طرف چلا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا: "گواہ رہنا“۔(۱۰)

ناسخ شق القمر معجزے اور واقعے کی جُزئیات سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ ان کے ہاں شق القمر محبت وصداقت کا استعارہ ہے۔ ناسخ نے شق القمر کو محبوب کے گیسوؤں کا عاج قرار دیا ہے۔ ناسخ نے اہل کفار کو حضور کی طاقتِ انگشت کا سر کی آنکھوں سے مظاہرہ دکھایا ہے اور تنبیہ کی ہے جو جو لوگ مشاہدے اور تجربے کے ذریعے حق وصداقت کا مظاہرہ چاہتے ہیں اُن کے لیے شق القمر کا معجزہ کافی ہے۔ ناسخ نے شق القمر کی رعایت سے مولا علیؓ کو حضورؐ کی میراث کا صحیح ترین وارث مثلِ ایام قرار دیا ہے۔

؎ ”رفعتِ خورشید اور شق القمر سے ہے عیاں/ہے نبیؐ مالک لیالی کا، علیؓ ایام کا“ [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:50]

”ایک یہ شق القمر کیا، وہ صنم چاہے اگر/اُس کے گیسو کے لیے بن جائے شاید عاج کا“ [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:121]

''کیا بچا کر جان بھاگے دُشمن اُس کے ہاتھ سے / رکھتی ہوں طاقت جہاں شق القمر کی اُنگلیاں'' کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:314

صاحبقرانِ داستاں: صاحب بقراں سے مراد کل عالم کی سلطنت پر تختِ شاہی ہے۔ یہ لقب پرانے زمانے میں چینیوں اور یونانیوں کے بادشاہوں کے لیے متعین تھا۔"امیر تیمور کو 'صاحبقراں اول' اور شاہجہاں کو 'صاحبقراں ثانی' کہا جاتا ہے۔ان،دو عظیم بادشاہوں نے طویل حکومت کی اور کئی کارنامے اپنے تعارف کے لیے چھوڑے۔ بعض منجموں کا خیال ہے کہ حضور اکرم ؐ بھی 'صاحبقراں' تھے۔ حضور اکرمؐ کی ولادت کے بعد آپؐ کے اوصافِ حمیدہ کے پیشِ نظر آپؐ کو صاحبقراں قرار دیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے حوالے سے صاحبقراں لقب کا ذکر ملتا ہے۔ ناسخ نے صاحبقراں کے حوالے سے مولا علیؓ کا ذکر کیا ہے۔

''ناتواں ایسا تری فرصت میں بے اغراق ہوں / جس قدر صاحبقرانِ داستاں میں زور ہے'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:328]

طاقِ کسریٰ: طاقِ کسریٰ سے مراد قیصر و کسریٰ ایرانی بادشاہوں کے تخت مراد ہیں۔ دینِ اسلام سے قبل ایرانہ سلطنت کا طنطنہ بہت عروج پہ تھا۔ حضور اکرمؐ نے کسریٰ کو دعوتِ دین کے لیے بذریعہ خط اپنی بیعت اور اطاعت کے لیے لکھا جس کا جواب حوصلہ شکن پا کر آپ نے بددعا کی تھی۔ حضور اکرمؐ کی ولادت کے موقع پر کسریٰ کے محلات میں زلزلہ آگیا تھا اور کسریٰ محل کے چودہ کنگرے گر گئے تھے۔ مولانا الیاس قادری لکھتے ہیں:

'' یہ محل موجودہ سلمان پاک ایران سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر کسریٰ کے وہ مشہور محلات ہیں جن میں حضور اکرمؐ کی پیدائش کے وقت دراڑیں پڑ گئی تھیں اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے تھے۔ دیواریں ابھی تک صحیح و سلامت کھڑی ہیں''۔(۱۱)

ناسخ نے ولادتِ شاہ کون و مکان حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کو اہلِ کفار اور تمام تر باطل طاقتوں کی بیخ کنی کا ثمرہ قرار دیا ہے۔ ناسخ کہتے ہیں حضور اکرمؐ کی ولادت کی خوشی اور برکت و تاثیر کا یہ عالم تھا کہ کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے تھے جنھیں آج تک خراش نہ آئی تھی وہ یک لخت زمین بوس ہو گئے اور ہر طرف نور اور روشنی کا ایک ہالہ تھا جس نے کائنات کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا کہ حق آگیا ہے اور باطل مٹ جائے گا۔ ناسخ نے حضور اکرمؐ کو "معمارِ کونین" قرار دیا ہے۔

''طاق کسریٰ میں تزلزل آگیا ہے ایک بار / تُربت کسریٰ میں اب کے زلزلا ہو جائے گا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:91]

''منہدم ہوں طاق کسریٰ کے نہ کیونکر کنگرے / جلوہ ہو جب منظر کونین کے معمار کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:98]

''تمہاری آنکھ پُتلی نہیں تہہ ابرو / صنم یہ چین سے کسریٰ کے طاق میں آیا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ح،اول:114]

کلامِ اشجار : کلام اشجار سے مراد قرآنی واقعہ ہے جس کی طرف ناسخ نے اشارہ کیا ہے۔ حضور اکرمؐ کی نبوت کے منکرین نے آپؐ سے مختلف ثبوت کا تقاضا کیا تھا جن میں ایک درختوں کا زمین پر چلنا بھی تھا۔ اہل قریش نے کہا کہ اگر آپؐ رب تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں تو کائنات پر آپؐ کا حکم چلتا ہوگا اور آپؐ اس درخت کو چلنے کا حکم دے اگر یہ درخت اپنی جگہ چھوڑ دیں اور کلام کریں تو ہم آپؐ کو نبی صادق تسلیم کر کے آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضور اکرمؐ نے درخت کو اشارہ کیا تو وہ بولنے لگا اور اس نے بول آپؐ کے صادق و امین ہونے اور نبی آخر زماں ہونے کی گواہی دی جسے سن کر کفار نے آپؐ کو جادو گر کہا معدودے چند ایک نے سوچا اور ایمان لے آنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر نویرا زہر لکھتے ہیں:

''حضور اکرمؐ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ معجزات سے نوازا ہے۔ آپؐ کے معجزات میں کئی جامادات، نباتات اور حیوانات سے متعلق ہیں۔ کنکریاں آپؐ کی ہتھیلی میں تسبیح کرتی تھیں۔ درخت اور پتھر آپؐ پر سلام بھیجتے تھے۔ ہرنیاں آپؐ کو تسلیم کرتیں اور اونٹ آپؐ سے اپنا غم بانٹ لیتے تھے''۔(۱۲)

ناسخ نے حضور اکرمؐ کی عظمت و مراتبت کا ثبوت اہل منکرین کو آپؐ کے معجزات سے دیا ہے۔ کہتے ہیں جس منکر کو حضور اکرمؐ کی ذات و شخصیت میں کسی معاملے میں اختلاف ہے یا وہ حضور اکرمؐ کو آخری نبی تسلیم کرنے سے مراتب و عظمت کے اعتبار سے گریزاں ہے تو وہ آپؐ کے معجزات کو پڑھ لے کہ جنؐ سے درخت کلام کرتے تھے ان کی صداقت و امانت اور نبوت پر شک اور انکار کیسے ہو سکتا ہے۔

ـ ''کیا اگر منکر ہوا کوئی سفینہ سنگ دل/دال ہے اُس کی نبوت پر کلام اشجار کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲، ج، اول: 99]

گیسوئے مسکینِ مصطفیؐ: گیسوئے مسکین مصطفیٰؐ سے مراد حضور اکرمؐ کے بال مبارک ہیں۔ رب تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو ہر لحاظ سے مکمل و مصفا بنایا تھا۔ آپؐ کے جسم مبارک میں کوئی نقص نہ تھا۔ آپؐ کے جسم سے چھو جانے والی چیز پر جہنم کی آگ حرام قرار دی گئی ہے۔ حضور اکرمؐ وجود کے اعتبار سے موجود نہیں تاہم آپؐ سے منسوب آپؐ کے بالوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ برصغیر میں جشن عید میلادِ النبیؐ کی نسبت سے موئے مبارک کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ ناسخ نے مذکور تلمیح تراش کر اپنی عقیدت کا والہانہ اظہار کیا ہے۔

ـ ''گر سلسلہ ہے گیسوئے مشکینِ مصطفیٰؐ/بے سایہ سرو شجرہ ہوا میر پیر کا'' [دیوان ناسخ، جلد اول، ص: 01]

لعابِ دہن نبی: لعابِ دہن نبیؐ سے مراد حضور اکرمؐ کے منہ مبارک کا تھوک ہے جس کی تاثیر معجزاتی ہے۔ حضور اکرمؐ کے وجود سے مس ہونے والی چیز کو جیسے پانی تھوک لعاب وغیرہ کو صحابہ سنبھال کر رکھتے تھے۔ حضور اکرمؐ مختلف مواقع

پر لعاب مبارک سے مختلف امراض کے حامل اشخاص کو صحت مند کر دیتے تھے۔ مولا علیؑ کا آشوبِ چشم لعاب کی برکت سے ٹھیک ہو گیا تھا۔ ناسخ نے بارہ اماموں کی پیدائش و مراتبت کو لعاب دہن کی تاثیر قرار دیا ہے۔

؎ ''شیریں زباں بارہ کے بارہ ہوئے امام/یہ ہے اثر دہان نبی کے لعاب کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:103]

محمدؐ : محمدؐ؛ حضور سرورِ کائنات کا اصل زمینی نام ہے جو آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے رکھا تھا۔ مشہور ہے اور احادیث میں بھی منقول ہے کہ آسمان پر رب تعالیٰ نے آپؐ کو "احمد" پکارا تھا جبکہ زمین میں آپؐ کے لیے "محمدؐ" نام رکھا۔ رب تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی ذات و شخصیت میں ایسے وصایا ودیعت کیے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور تین سو چودہ رسولوں میں جملہ اوصاف کی یکجائی تقابل وصائف محمدِؐ ادنیٰ درجہ پاتی ہے۔

ناسخ نے مولا علیؑ سے عقیدت کے پیش نظر درجات میں مولا علیؑ کو حضورؐ کے بعد رکھا ہے۔ حضور اکرمؐ نے جس طرح رب تعالیٰ کا تعارف کروایا اور پہچان کروائی وہ آج سے صدیوں پیچھے کسی نے ایسا پُر اثر اُسلوب و لحن و لفظیات استعمال نہ کی ہیں گی۔ عیسیٰؑ ایسا بانگ دُہل بنیؑ بھی تقریرِ محمدؐ کے آگے سر بہ سجود نظر آتا ہے۔

؎ ''فصل کیونکر کروں دونوں میں گوارا ناسخ/کہ محمدؐ سے نہیں حیدرِ کرارؓ جدا'' [کلیات ناسخ، جلد اول، ص:11]

؎ ''اعجاز سے برہان الٰہی ہے محمدؐ/تلوار سے حیدر رہے مددگار خدا کا'' [کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:89]

''کیں محمد سے وہ تقریریں کہ عیسیٰ دنگ تھا/پہلوئے مادر سے جب وہ خوش بیاں پیدا ہوا'' کلیات ناسخ، جلد ۲،ح،اول:105

مداح شہ لولاکؐ: مداح شہ لولاک سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات و شخصیت ہے۔ حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے پیش نظر ناسخ نے یہ تلمیح شعر میں برتی ہے۔ ناسخ کہتے ہیں کہ اگر حضور اکرمؐ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو رب تعالیٰ نہ زمین آسمان کو بناتا اور نہ اس کے ماسوا کچھ اور تخلیق کرتا۔ یہ نظامِ کائنات دراصل حضور اکرمؐ کے استقبال کے لیے خلق کیا گیا ہے۔ تمام انبیا، رسل، اولیا، اتقیا، اصفیا اور عارفین و کاملین میں سب سے اونچا، بلند، برتر اور ناقابل ثانی رتبہ حضور اکرمؐ کا ہے۔ مولانا کاشف عطاری لکھتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت جبرئیل حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے مخاطب ہو کر آپؐ سے فرمایا: آپؐ کا رب فرماتا ہے: مفہوم: بے شک میں نے دُنیا اور دُنیا والوں کو اس لیے تخلیق کیا ہے تاکہ میں انھیں اپنے محبوبؐ کی قدر و منزلت سے آگاہ کروں اور انھیں بتاؤں کہ اگر میں نے محبوبؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا"۔ (۳)

ناسخ نے حضور کی مدحت میں بالکل درست فرمایا کہ اگر حضور اکرمؐ کو بنانا مقصود نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ ہم بہ حیثیت اُمی حضور اکرمؐ کے احسان مند اور رب تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ دُنیا میں آنا حضورؐ کے وسیلے سے ممکن ہوا۔ بے شک آپؐ شہ لولاک ہیں اور یہ شاہی آپؐ ہی کو زیبا ہے۔

"یہ نہ ہوتا تو زمینِ شعر بھی ہوتی نہ خلق/اس لیے ناسخ جو مداحِ شہِ لولاکؐ ہے" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:420]

معراج عرشِ اعظم: معراجِ عرش اعظم سے مراد واقعہ معراج ہے۔ حضور اکرمؐ نے رب تعالیٰ سے ملاقات کی غرض سے مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمان کے پار رب تعالیٰ سے ایک جنتی براق یعنی سواری کے ذریعے رات کے وقت سفر کیا تھا۔ اس سفر کو واقعہ معراج کہا جاتا ہے ۔ ناسخ نے واقعہ معراج کی نسبت سے دل کو معراج کی جا قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس دل میں محبوب کی اقامت ہو جائے وہ معراج کا مقام بن جاتا ہے۔ ناسخ نے ہمتِ بلند اور عالی ظرف حوصلہ کے آگے پست فطرت منکرین معراج کو کم تر اور عقل و شعور سے عاری دکھایا ہے۔

"کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہ بھی/عزیزو! گر نہیں معراج ممکن عرشِ اعظم کا" [کلیاتِ ناسخ، جلد اول، ص:42

جن کی ہمت ہے بلند اُن کو تعجب کچھ نہیں/پست فطرت جو کہ ہے قائل ہو گیا معراج کا" کلیات ناسخ، جلد ۲، ح، اول:121

حوالاجات:

1. https://www.thefatwa.com/urdu/questionID/1424
2. علامہ قاسم عطاری، صراط النجاں فی تفسیر القرآن، (کراچی: فیضان مدینہ، اپریل، 2018ء)
3. ساحر لکھنوی، مختصر فرہنگ تلمیحات و مصطلحات، (لکھنو: نامی پریس، 1986ء)، ص:133
4. رشید احمد رضوی، فتح مکہ کے واقعات، (لاہور: روزنامہ، پاکستان، 06، جون، 2017ء)
5. https://www.madarisweb.com/ur/articles/4130
6. ساجدہ قریشی، تلمیحات انشا مع شخصیات، (دہلی: اسلامک ونڈر یس نیو بیورو، 2017)، ص:88
7. مولانا محمد امجد خان، عظمتِ مصطفیٰ، (لاہور: روزنامہ، نوائے وقت، یکم دسمبر، 2017ء)
8. مفتی خالد محمود، اسرا ، معراج: حقائق و مقصود، (لاہور: روزنامہ، جنگ، 22، مارچ، 2022ء)
9. طیبہ ضیا، شرابِ معرفت، (لاہور: روزنامہ، نوائے وقت، 21، مارچ، 2017ء)

10. محمود نیازی، خزانہ تلمیحات، (دہلی: ملک بک ڈپو، س،ن)، ص:47

11. مولانا الیاس قادری، معجزہ بن کے آیا ہمارا نبی، (کراچی: دعوت اسلامی،)2014، ص:29

12. ڈاکٹر محمد نوید ازہر، نبی کریم کی تکریم کرنے والے درخت، (لاہور: 8 ستمبر، 2014ء)

13. مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی، بنے دو جہاں تمہارے لیے ، (کراچی: فیضان مدینہ پبلیکیشنز، 2021ء) ص،69

<u>Reference in Roman Script:</u>

1. https://www.thefatwa.com/urdu/questionID/1424
2. Allama Qasim Attari, Sarat al-Najjan fi Tafsir al-Qur'an, (Karachi: Faizan Medina, April, 2018)
3. Sahir Lucknowi, mukhtsir farhang e telmihat o istl e haat, (Lucknow: Namie Press, 1986), p. 133
4. Rashid Ahmad Rizvi, fath e makkah k waqeat, (Lahore: Daily, Pakistan, June 6, 2017
5. Sajida Qureshi, telmihat e Insha ma shaksiat, Delhi: Islamic Windrace New Bureau, 2017), p.88
6. https://www.madarisweb.com/ur/articles/4130
7. Maulana Muhammad Amjad Khan, Uzmat-e-Mustafa, (Lahore: Daily, Nawai Waqt, December 1, 2017)
8. Mufti Khalid Mahmood, Isra, Miraj: Facts and Maqsood, (Lahore: Daily, Jang, 22, March, 2022
9. Tayyaba Zia, Sharab-e-Marifat, (Lahore: Daily, Nawai Vaqt, March 21, 2017)
10. Mahmood Niazi, Khazana Talmihat, (Delhi: Malik Book Depot, S, N), p: 47
11. Maulana Ilyas Qadri, Mijiza bin ke aya hamara nabi, (Karachi: Dawat-e-Islami,) 2014, p: 29
12. Dr. Muhammad Naveed Azhar, nabi ki takreem karny waly darkhat(Lahore:September 8, 2014)
13. Maulana Kashif Shahzad Attari Madani, Bane Du Jahan Tumure Saa Lai, (Karachi: Faizan Madina Publications, 2021) p. 69